جمہوریت ہی غاصبانہ سوچ کا توڑ

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ ہر وہ فعل جو انسانی زندگی اور اعلی اقدار کو نہ صرف تحفظ مہیا کرتا ہو اور ترقی کی منازل کو سہل بناتا ہو یقینا ایسے اقدامات عوام الناس کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ اسی لیے دیا گیا کہ وہ زندگی کو بہتر بنانے اور معاشرے میں اپنا مثبت کردار نبھانے میں بااختیار ہو۔ ابتدا سے موجودہ دور تک کے ارتقائی عمل کا بنیادی مقصد انسانوں میں عزت، احترام اور رواداری کو تحفظ اور آزادی رائے کو تقویت پہنچانا رہا ہے۔ عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اپنے ملک کی فلاح و بہبود کے لیے ہر شہری سے اس کی رائے حاصل کی جائے جو انسانیت ہی کی تعظیم ہے۔ ایک گمراہ کن، باطل اور تخریبی سوچ جو بدامنی، دہشت گردی اور بدحالی کا راستہ ہے جبکہ دوسری جانب انسانیت کا بول بالا، پرامن اور خوشحالی کی منازل۔ ذی شعور انسانوں کا یقینی طور پہ انتخاب امن اور ترقی ہی ہوگا نہ کہ باطلانہ و غاصبانہ سوچ کی حمایت کرنا۔

جمہوریت کی سب سے بڑی خوبیوں میں مساوات اور احتساب ہیں جو مبنی بر اسلام ہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو معاشرت، معیشت اور انسانی ترقی میں نمو کو پہنچنے کا مواقع فراہم کرتا ہے۔ جس میں انسان اور عظمت انساں کو نمایاں ترجیح دی گئی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں لفظ جمہوریت کا مطلب اللہ کے قرآن اور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے فرمان کی روشنی میں انسانی رائے کو شامل کر کے نظام معاشرت کو وسعت دینا ہے جو کہ انسان کو اللہ کا نائب ہونے اور اشرف المخلوقات کا درجہ پانے کے لیے ایک خصوصی مراعت ہے جو انسان کو فیصلوں کو خود مختار بناتا ہے۔ یہی حقیقی طرز عمل ہے جو اللہ کے شاہکار کی خوبصورتی میں نکھار لاتا ہے اور انفرادی رائے کو مسلط کرنے کی صریحا نفی ہے۔

علماء اور فقہائے کرام کے اجتہاد کے مطابق اسلامی ریاست سب کو حق رائے دہی سے بااختیار بناتی ہے اور ووٹ کو ایک امانت اور اسلامی فریضہ سمجھتی ہے اور ریاست کی فلاح و بہبود کی خاطر مشاورتی عمل کو عین فطرت گردانتی ہے اور یہی مشاورتی عمل امت میں اتفاق رائے کو جنم دینے میں راہ ہموار کرتا ہے جو سازگار ماحول بناتا ہے یہی حقوق العباد کو پورا کرنے میں کارگر اصول بھی ہے کہ ریاست کا ہر فرد ہی اہم ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المستشار مؤتمن** جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے (مسند احمد)۔ حضرت محمد ﷺ ہر امر کی تکمیل کی خاطر اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے مشورہ لیا کرتے تھے جو کہ سب کے لیے باعث افتخار بات ہوتی تھی۔ یہ بات ریاست مدینہ کی سب سے بڑی خوبی گنی جاتی ہے۔ اپنے آخری خطبہ میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر اور کالے کو گورے پہ اور گورے کو کالے پہ کوئی فوقیت نہیں سب انسان برابر اہمیت کے حامل ہیں۔ ووٹ کو شریعت شہادت (گواہی) کا درجہ دیتی ہے جس کی ادائیگی سب پر لازم ہے تا کہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں ہر طبقہ اپنا کردار نبھا سکے۔ اسلام میں امانتیں ان کے مستحقین تک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے **إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (سورہ النساء 58)** تا کہ بروقت معاملات کو سلجھایا جا سکے۔

اکثریت کے نظریہ کے حوالے سے دین اسلام سے نابلد گروہ مسلسل پروپیگنڈہ مغالطہ پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ لاعلمی اور فتنہ پرور سوچ کی عکاسی ہے۔ مشاورت اور رائے دہی کے بعد اگلہ مرحلہ اکثریت کے ساتھ منسلک ہو جاتا ہے جو فیصلے کی مکمل طور پہ توثیق کرتا ہے۔ اس تناظر میں یک حدیث نبوی ﷺ پیش خدمت ہے کہ **إن أمتي لا تجتمع على ضلالة فإذا رأيتم إختلافا فعليكم بسواد الاعظم** 'بے شک میری امت (مجموعی طور پر) کبھی پر جمع نہیں ہوگی پس اگر تم ان میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سب سے بڑی جماعت (کا ساتھ) اختیار کرو (ابن ماجہ فی السنن 367)۔ یہ فرمان اس بات کی دلیل ہے کہ اجتہاد، اجماع اور قیاس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں ریاست کی فلاح و بہبود کی خاطر اقدامات اٹھانے کیلیے مشعل راہ ہیں اور ہر بحیثیت امت فیصلہ سازی کو عملی جامہ پہناتا ہے۔

اسی حوالے سے امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ صاحب منصب کے لیے قوی (علم و عدل میں) اور امین ہونا ضروری ہے تا کہ وہ سونپی گئی ذمہ داری کو سنبھالنے کا اہل ہو۔ اسلامی ریاست میں جتنے مناصب ہیں یہ سب اللہ کی امانتیں ہیں اس کے لیے صرف اہل اور مناسب لوگوں کا انتخاب کرنا ہی سچی گواہی مانی جاتی ہے۔ قرآن پاک میں سورہ النساء کی آیت ۸۵ میں کہا گیا ہے **مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا** کہ جو شخص اچھی سفارش (رائے) کرتا ہے تو اس میں اس کو حصہ ملتا ہے اور جو بری سفارش (رائے) کرتا ہے تو اس کی برائی میں اس کا حصہ بھی ہے۔ یعنی مثبت رویوں اور تعمیری امور میں سرگرم عمل لوگ ہی حقیقی طور پہ ووٹ (شہادت) کے مستحق ہیں اور اس میں شامل ہر فرد کو اجر ملے گا جبکہ جو اس کے برعکس کرے گا تو وہ اس کا جواب دہ بھی ہوگا۔

ووٹ کے عمل کے نتیجے میں ہی شوریٰ کا قیام عمل میں آتا ہے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں باقاعدہ درج ہے قومی اسمبلی اور سینیٹ کا قیام بنیادی طور پہ مجلس شوریٰ کی تعبیر ہے جس میں عوام الناس کی گواہی سے منتخب شدہ اراکین قرآن و سنت کی روشنی میں قانون سازی کرتے ہیں۔ اسی طرح یہی شہادت کو چھپانا از روئے قرآن حرام ہے اس لیے کسی حلقہ انتخاب میں اگر کوئی نظریہ کا حامل اور دیانتدار نمائندہ کھڑا ہے تو اس کو ووٹ دینے میں کوتاہی کرنا انتہائی نامناسب اور قابل گرفت فعل ہے۔

آئین پاکستان کے آغاز میں درج ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی پوری کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق حاصل ہوگا، وہ ایک مقدس امانت ہے۔ پاکستان کے جمہور کی منشاء ہے کہ ایک ایسا نظام وضع کیا جائے جس میں جمہوریت، آزادی، مساوات، اور عدل عمرانی کے اصولوں پر جس طرح اسلام نے تشریح کی ہے پوری طرح عمل کیا جائے گا۔ جس میں مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق، جس طرح قرآن و سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے ترتیب دے سکیں۔ آئین کے آرٹیکل 2 میں اسلام کو پاکستان کا مملکتی مذہب قرار دیا گیا اور 2A میں قرارداد مقاصد کو دستور کا مستقل حصہ قرار دیا گیا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 31 کے تحت عوام کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزارنے کے لئے اقدامات کرنے اور قرآن و سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھنے کے لئے سہولتیں فراہم کرنا حکومت پاکستان کی آئینی ذمہ داری ہے۔ آرٹیکل 227 سے متصل بعد کے آرٹیکلز اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل اور اس کے فرائض منصبی سے متعلق ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل کا مقصد ایک ایسے ادارے کا وجود تھا کہ جو قوانین کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کرے۔ ایک بات یاد رکھیں قرآن و حدیث میں کچھ بھی جمہوریت کے خلاف نہیں ہے جو جمہوریت کو قرآن و حدیث کے خلاف سمجھے بلکہ ایسی سوچ کے حامل دین اسلام کی منطق سے نابلد ہیں اور ان عناصر کا مقصد تخریب ہے نہ کہ باعث تکریم۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کی روشنی میں وضع کیا گیا ہے جس میں اسلامی دفعات کا شامل کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں کوئی بھی قانون اسلام کے خلاف نہیں بنایا جاتا۔ انسانی خلیے کی بڑھوتی اور وقت کے تقاضوں کے مطابق طرز حکمرانی، معاشرت سازی بنیادی طور پر انسانی آبادکاری کو سہولت فراہم کرنا بھی ہے۔ اس لیے معاشرے کی شکل اور ہیئت میں تبدیلی، اسلام کے زریں اصولوں کے مطابق ہو تو امت مسلمہ کی خدمت ہی ہے کہ اسے حق ہے کہ وہ اپنے ووٹ سے شریعت اور اسلام میں کوئی تبدیلی لائے بغیر ترقی کی منازل کو طے کرے اور انفرادی و اجتماعی مسائل کا حل نکالا جا سکے اس خاطر ریاست میں موجود باشندے اپنا رہنما چنتے ہیں جو ان کے ہر طرح کے مسائل کو سمجھ کر انہیں آسانی فراہم کرے۔ اس لیے اس نعمت کو کفر کہنا خود ایک جہالت کا واضح ثبوت ہے۔ تاریک ظالمان (تحریک طالبان) سوائے فتنہ انگیزی اور گمراہی پھیلانے کے کچھ کام نہیں کر رہی ہے۔ حیرت اس بات کی ہے جو مستقبل کش ہوں نوجوان نسل کے مستقبل کو سبوتاژ کرنے پر تلے ہوں وہ کس مستقبل کی بات کرتے ہیں۔ ان ظالموں نے سوائے خوں ریزی، دنگا فساد، قتل و غارت اور نوجوان نسل کو صراط مستقیم سے بھٹکا کر کے اپنی شیطانی اور جنسی سوچوں سے آلودہ کر کے دوزخ کی جانب دھکیلا ہے۔ ان کے گھناؤنے اور قبیح کرتوت ذی شعور زبان اور قلم بیان کرتے لرز جاتی ہے کہ ان بزدلوں نے معصوم کلیوں کو مسلا روندا ماؤں کی گودیں اجاڑیں، انسانیت کے نام پر بدنما داغ بن کر ثابت ہوئے یہ ظالم گروہ کیسے لوگوں کی مختلف رائے کو کفریہ قرار دے سکتے ہیں۔ انسانوں میں قابل عمل قوانین ہی چل سکتے ہیں کوئی شیطانی نظام جس کے تحت بلا تفریق گردنیں اڑائی جائیں ایسے مزموم مقاصد کی تکمیل کسی بھی صورت ممکن نہیں بنائی جا سکتی۔

پاکستان میں اسلام کے ہر مسلک کی جماعت ہر سطح کے انتخابات میں کئی دہائیوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں جن میں جماعت اسلامی، متحدہ وحدت المسلمین، تحریک لبیک پاکستان، جمعیت علمائے اسلام، مرکزی جمعیت اہل حدیث، ملی مسلم لیگ اور راہ حق پارٹی سمیت دیگر جماعتیں اپنے امیدواروں کے ذریعے انتخابات کے تمام مراحل میں مکمل طور پہ فعال ہیں تو کیا یہ نعوذ باللہ کفریہ نظام کیلئے سرگرم عمل رہی ہیں؟ یہ سراسر بہتان، جھوٹ اور فریب پہ مبنی منافرت اور شرانگیز سوچ کی عکاسی ہے جو باعمل اور باشعور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش اور بھونڈی حرکت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لعنة الله على الكاذبين (آل عمران 61) اللہ کی جھوٹوں پہ لعنت ہو۔ حیرانگی اس بات کی ہے جو علمائے سو اس ابلیسی شوریٰ کو مشاورت اور حکمت عملی فراہم کرتے ہیں، وہ کیسے معصوم بچوں کے ٹکڑے کرنے والے وحشیوں اور اسلام کو بدنام کرنے والے اقدامات پہ گنگ زباں ہو جاتے ہیں اور پوچھنا تک گوارہ نہیں سمجھتے کہ تم کس اسلام کی خدمت کر رہے ہو اور انسانوں کا بے دریغ قتل عام کیسے جائز جان سکتے ہو۔ علمائے کرام نبیوں کے وارثین گردانے جاتے ہیں مگر جو اسلام کی تعلیمات کے منافی فتویٰ بازی کرتے ہیں اور لوگوں کو شیطانی امور سرزد کرنے پہ اکساتے ہیں وہ حزب الشیطان کا ہی حصہ ہیں۔ تاریک ظالمان (تحریک طالبان) کے نظام عدل کا مکروہ چہرہ عوام الناس بخوبی دیکھ اور جان چکی ہے انسانی دماغ کو اہمیت دینے کی بجائے ان درندہ صفتوں نے بیگناہ انسانوں کے سروں کے فٹبال بنا کر ان سے کھیلا۔

ان فارغ العقل ظالموں کے پاس نہ معاشرت نہ معیشت اور نہ ہی کوئی انسانیت کا نظام ہے بلکہ سراسر قبل از اسلام کی جہالت کی بحالی کی ناکام کوشش جاری ہے جس کا جواب اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عوام اور ادارے بھرپور انداز میں دے کر تمام منصوبوں کو ملیامیٹ کر کے مسلسل دھول چٹا رہے ہیں۔

ریاست اور اس میں موجود معاشرت کی بہتری کی خاطر آپس میں باہمی مشاورت کے عمل کو اسلام میں عظیم القدر اقدام سمجھا جاتا ہے۔ تاریخ اس کی شاہد ہے کہ چاہے غزوہ بدر کے موقع پر کفار کا مسلمان بچوں کو تعلیم و ترویج کے مشورہ کو پسند کیا جانا ہو یا غزوہ خندق کے موقع پر فارس کے طرز حرب سے خندق کھودنے کی حربی تکنیک کے مشورہ کو عملی جامہ پہنانا ہو آنحضرت محمد ﷺ نے ہمیشہ اس امر کی حوصلہ افزائی کی۔ یہی بات اسلامی معاشرے میں بسنے والے ہر انسان کو بااختیار بناتی ہے اور اسلام کا حقیقی معنوں میں پرچار کرتی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تابناک مستقبل کا فیصلہ باشعور اور نیک دل مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اس میں بسنے والے ہر فرد کا اختیار اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے عین مطابق ہے۔ خارجی، جہنمی اور اسلام کے باغیوں کا ازلی وطیرہ رہا ہے کہ یہ قرآنی آیات، احادیث نبوی ﷺ اور عظیم جید علماء کی تحقیق کو سیاق و سباق سے ہٹ کر توڑ مروڑ کر اپنے غلیظ اور ملعون افعال کی توجیح کی خاطر پیش کرنا، سراسر توہین کا مرتکب ٹھہرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عناصر اس انسانیت سوز سوچ کے ذریعے عام انسانوں کو بھی ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پاکستان کی عوام ان فسادی گروہوں کے جمہوریت اور وطن عزیز کے خلاف بیانیے کو اٹھا کے پھینکتی ہے اور سیاسی عملی میدان میں یکجان ہو کر ریاست کے شانہ بشانہ دہشت گردی اور بدامنی کے خلاف پرعزم اور یکجاں دو قالب ہیں۔

یاد رکھیے! اسلام اپنے وطن سے محبت کو ایمان کا حصہ سمجھتا ہے اور وطن سے محبت کرنے والے تفرقہ بازی، دنگا فساد اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہرگز نہیں کرتے۔ پاکستان کی غیور اور محب وطن عوام جمہوریت سے متعلق باطلانہ و جاہلانہ موقف یکسر کو رد کرتے ہوئے پاکستان کی تقدیر اپنی رائے اور ووٹ جیسے شرعی فریضہ کو سرانجام دے کر تعمیر کرتی رہے گی اور شیطان نواز گروہ کی سوچ اور عمل پہ مسلسل لعنت بھیجنا جاری رکھے گی۔ ان شاء اللہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان زندہ باد